بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدًا اللہ تعالیٰ وثانیًا وبعد الثناء ثانیًا ومصلیًا

پست فطرت مولودیون کو مولوی غلام امام شہید کے مولود پر بہت کچھ ناز تھا۔ مجالس میلاد مین وجد پر وجد طاری ہوتے تھے دھڑا دھڑ سینہ کوبیان ہوتی تھین۔ اعجاز ہی اعجاز کرامات ہی کرامات کا غلغلہ مچتا تھا۔ حالانکہ اُسمین نرا پوست ہی پوست ہے مغز ندارد احباب کے ایک خاص جلسہ مین برادر مکرم و معظم مجدد شعرا زمن اُستادنا حضرت حسان الہند مولنا احمد حسن صاحب شوکت اللہ القہار مالک شحنہ ہند میرٹھ ادام اللہ شوارق فیوضہم بازغۃ کے سامنے چند پست نگاہون نے ایسا ہی تذکرہ کیا۔ اور دعوی سے کہا کہ اب شہید مرحوم کے رنگ مین کسیکا کیا منہہ ہی جو قلم اُٹھا سکے۔ مولنا محتشم الیہ نے گھڑی سامنے رکھکر قلم اُٹھایا اور ایک گھنٹے کے عرصے مین چالیس شعر اُسی زمین اور اُسی بحر ہزج مثمن مضاعف مین بے تکلف لکھ ڈالے۔ صرف اتنا فرق ہی کہ یہہ قصیدہ خالص نعت اور توحید و سنت مین ڈوبا ہوا ہی اور شہید مرحوم کا کلام محض مولود پرستی مین جکڑا ہوا ہی۔ پس بندۂ مستہام ناصر الاسلام محمد شفیع ناصرامپوری کو (جو مولنا شوکت کے آفتاب فیضان کا ایک ذرہ ہی) خیال آیا کہ اس قصیدہ کو خمسہ بناؤن۔ دفعۃً فیضان الہی اور برکت اتباع سنت و توحید جوش زن ہوئی۔ ارمان دل برآیا

اللہ اللہ میں خود حیران ہوں کہ فیضان لم یزل نے میرے خزینہ دماغ کے کونے گوشے میں یہ نعمت بطور ودیعت رکھی تھی ؎ شوق دل جذب ارادت اور تیر اسنگ در جبہۂ طاعت میں ہر ہر سجدہ رقصان چاہیئے ٭ اگرچہ میدان نعت بہت وسیع ہے۔ عصائے چوب خشک قلم سے جسکا طے ہونا محال ہے۔ بشر کی زبان اور خیر البشر کی نعت کا پورا بیان کیا مجال ہے۔ مگر پرکاہ جہانتک قوت ہوتی ہے کوہ پر اڑتا ہے اور جذب کامل ہو تو کاہکشان اپنا زینہ بناتا ہے۔ لہذا بعون عنایت الٰہی و ببرکت اتباع سنت و سطوت قہرمان توحید کے ساتھ علی رؤس الاذن والاشہاد کہا جاتا ہے کہ بس اس سے آگے خدا کا نام ہے جسکو تا ابد قیام ہے والسلام علی من اتبع الہدیٰ والصلوٰۃ علی محمدؐ ن المصطفیٰ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔ چونکہ اس خمسہ میں دریائے فیضان الٰہی جوشزن ہوا ہے لہذا موج کوثر نام رکھا گیا جو ساقی کوثر صلعم کی نعت سے مناسبت تام رکھتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

موج کوثر در نعت سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم

آسا قیا ای جان من ہی نکہت افزا پھر سمن کلفت ربا پھر نسترن پھر فکر ہمدوش سخن

پھر نخل بنتے ہین دو وطن پھر سبزہ صحرا کی پھبن پھر گل کے سلکہ کا چلن پھر داغ حسرت من جلا

پھر گل سے بلبل کی لگن پھر صحن گلشن ہی ختن پھر نور ہی پرتو فگن پھر متحد سرو علن

بدلا ہی پھر دور زمن عالم ہوا رشک چمن نور سحر پر خندہ زن ہر گل کا چاک پیرہن

ہین بند ابواب فتن خورسند ارباب محن سجدہ مین ہی ہر ماؤ من وقف سپاس ذو المنن

گلزار جنت ہی چمن ہین عندلیبین نغمہ زن گلشن بنا ایک ایک بن ہے گل فشان دور زمن سرشار ہین اہل سخن

ہین طوطیان شکر شکن ہر نخل ہی منصور فن ہر سرو آنا الاغیر زن منقار بلبل شر کن

وقف لطافت روح و تن صرف نظافت ماؤ من دیکھے جو سنبل کی شکن نار تو ڑی برہمن

کوس ظفر بجتے ہین دن ہر گل سے بدلی ہی پھبن گل ہی چمن مین ضو فگن یا کوئی شمع اندر لگن

ہی سرو قمری کا وطن جنت ہی نار نار ون وان بلبلین ہین نغمہ زن جس جا پہ تھی زاغ و زغن

ہر چشم بہار چمن ہر جان گہنہار چمن ہر دل کو آزار چمن سب عاشق زار چمن

جاری ہین انہار چمن خندان ہین ازہار چمن نازان ہین اشجار چمن رخشان ہین انوار چمن

عالم طلبگار چمن نور خدا نار چمن ہے رشک گل خار چمن ہر خار فرخار چمن

ہے گرم بازار چمن جنت خریدار چمن نکہت ہوادار چمن زینت پرستار چمن

باد صبا یار چمن رونق یہہ ہی کار چمن ہے ابر دستار چمن چون گل بفرق ما و من

ہے اوج پر نیک اختری گلشن خزان سے ہے بری ہر گل مین ہے صنعت گری یا نور مہر خاوری

یا شور سحر سامری ہر نخل محو خودسری سنبل کا رنگ اخضری یا سبز ہی کوئی پری

وہ شورش کبک دری وہ ماہ کی ضو گستری قمری کی وہ نام آوری طوطی کی وہ شکر تری

شمشاد کو بالاتری ہی سرو کو بھی سروری فیضان ابر آذری وقف گلستان پروری

نقاش قدرت نے بھری ہر گل مین کیسی دلبری بازیگری گہہ دو ذری تہ کر رکھی چرخ کہن

شب جلوہ ریز طور ہے ظلمات غم مستور ہی وصل ہر اک مہجور ہی ساقی بھی خود مخمور ہے

ہر زخم دل انگور ہی ہر سبزہ زلف حور ہے فوج طرب منصور ہے ہر سمت شور سور ہے

خاک زمین بلور ہے معجز چمن کا نور ہے بینا کن ہر کور ہے رندون مین یہہ مشہور ہے

جام طرب بھرپور ہے رنج والم کافور ہے ہر دل خوشی سے چور ہی غم کا بھی شیشہ چور ہے

پیر و جوان مسرور ہی دل جلوہ گاہ طور ہے پر لن ترانی دور ہی یان حک ہی حرف ان و لکن

ہے دخترِ رز کی آرزو ہے بزمِ مے کی جستجو ہے دور مین جام و سبو صوفی ہی مست
جام ہو

ہے جوشِ زن لاتقنطوا پھر چاہیے ہے کو بکو نکلا ہے وہ پاکیزہ خو جسکی کہ زلفِ مشکبو

ہے جلوۂ حق ہو بہو آبِ بقا خلقِ نکو اے زہد کوشِ ترش رو باہر نکلکر دیکھ تو

ہین لالہ و گل دو بدو ہین بادۂ و مُل روبرو پھیلا ہے سبزہ سو بسو سامان عشرت کو بکو

زاہد سے گُل کی گفتگو منظور اگر ہی آبرو کر حوض کوثر مین وضو پی ساغرِ غفلت شکن

ای گلعذارِ شوخ و شنگ ای غارتِ ناموس و ننگ ای رونقِ رود و چنگ ای آفتِ شیخ و ملنگ

ای آتشِ حسنِ فرنگ ای دلبرِ ریب و رنگ ای آبِ ثریا یان گنگ ابرو کمان غمزہ خدنگ

فتنہ کا طرز آفت کا ڈھنگ ای ساقیِ آغوش تنگ کرتا ہی کیون مستون کو تنگ کرتا ہی کیون ہم سے جنگ

ہی عارضِ گل پر یہ رنگ ظاہر ہو جسکو دیکھ دنگ ہے سین فرحت کی ترنگ ہر دل مین عشرت کی امنگ

دل سے مٹا کلفت کا زنگ ہی عیش کا ہر سمت ڈھنگ سنتا ہون سیتار و مرنگ اور چلین ہی تا ختن

بگڑا مزاجِ باغبان بادِ بہاری ہے وزان گل کی عماری ہی روان یا حسن کا اک کاروان

وہ جانِ جانِ انس و جان وہ آبِ رنگ قدسیان ہی نازسی دامن کشان چلتا ہی وہ سرو روان

بارحمتِ حق سا ہے وان وہ غمازۂ روے جنان آوازۂ حسنِ نہان آیا ہی سوے بوستان

آنکھونمین پھولی زعفران ہر دل ہی جنت کا مکان بھڑکا ہی حسن گلستان ہے ابر گلشن پر عیان

یا آتشِ گل کا دھوان ہر دل برنگِ آسمان وجد آشنا شادی کنان نیرا اُل ہوا رنج و محن

آثار رحمت ہین عیان دیوار و در سے بیگمان رضوان سے کہدو آئے یان کر بند ابواب جنان

گلزار ہے خلد عیان وا ہو گیا سر نہان ہے دیر مین شور اذان ہین برہمن تسبیح خوان

ہی سبزہ زار اور طائران ہین نو بہار اور عاشقان ہی شاخ سرو اور قمریان ہے فصل گل اور بلبلان

ہے لالہ زار اور گلستان ہی مرغزار اور آہوان جسجا پہ تھی ریگ روان وان سبزہ ہی ہر سو چمان

جسجا پہ تھا رنگ خزان وان ہی بہار جاودان جو خلد کا ڈہونڈہی نشان وہ دیکھ لی آکر یہین

ہر زخم دل ہی مندمل روشن ہوئی یہ آب و گل ہی ماہ جن سے منفعل خورشید تابان ہی خجل

ہے ابر رحمت پر بدل اور پائے توبہ کا مزل ہی دور مین صہبائے حل ہو کون رندون کا مخل

پیتے ہین مل آپس مین مل بیکیون ہو ساقیِ مقبل مستان عرفان کا مضل بار گنہ کا محتمل

ہی عیش کا ہر سر پہ ظل نشئے سے پر ہی جان و دل کلفت کی چہائی پر ہی سل رنج و الم ہین مضمحل

ایک ایک کم متصل ایک ایک کم منفصل ہی متحد بی غش و غل گم ہی دوئی کا بان چلن

توحید کے نقشے جمے تفرید کے قلزم چڑہے تقلید کے پرزے اڑے تنقید کے سکے جمے

تعقید کے عقدے کہلے تجرید کے دریا بہے شخصی مقلد جو کہ تہے عینی موحد بنگئے

تشخیص مین رخنے پڑے تدقیق کے پودے بڑہے تحقیق کی ثمر ہی لگی گلچین نہ کیون دامن بہرے

سنت کے ہر سو گل کہلے بدعت کے ہر سو دل ہلے خود بت ہین ہادم شرک کے خود مغ ہین نادم کفر سے

دیکہو ورے دیکہو پرے بندہتے ملائک کے پرے ہین آج باغ جان ہرے گلچین ہے سب مرد و زن

سبزہ او گاہی جا بجا ہے غنچہ سربستہ وا اسے حبذا اصل علی نورِ جمالِ کبریا

پردہ دوئی کا جو کہ نقاب بے محابا اُٹھ گیا خلوت بنی جلوت سرا وحدت بنی کثرت زدا

برگ و شجر سے برملا آئی نظر شانِ خدا ہر مرغ گلشن کی صدا طٰہٰ و یٰسین و الضحیٰ

آیا تصور میں مزا صوفی کو یاں تصدیق کا علمِ حصولی جو کہ تھا علمِ حضوری بن گیا

ہوتی نہیں یہاں برملا صورت ہیولی سے جدا جائے خلا ہی یاں ملا ہیں ایک جسم و جان و تن

گلشن سے ہی غم کا ذہول گلچین کے دامن میں ہیں پھول ہر خشک زاہد ہی ملول سر پر اڑاتا غم کی دھول

قابل میں ہی رنگ قبول شامل میں آہنگ شمول باد دل از رنگ فصول سنبل میں ہے جڑ ذبول

ہر دل سے ہی کلفت جہول میٹھی ہے بلبل پھول پھول اسے خزانکا غم فضول جاری ہیں یاں رحمت کے سیول

ہی ایک حاصل و حصول ہی ایک اصل اور وصول یاں ایک ہے حال و حلول ہی ایک بعدِ عرض و طول

یاں ایک ہی فرع و اصول ہی ایک تنزیل و نزول ہی ایک نذیر سبیل و رسول انی انا ہی جا من

ساقی مئے مستور دے تلخابہ مشہور دے شورابۂ انگور دے صہبائے جام طور دے

جو جسم و جانمیں نور دے وہ نورِ چشمِ کور دے سنگِ سرِ مغرور دے کر دے خودی جو دور دے

ہم سے ہیں مہجور دے محشر کا دلیں شور دے دادِ دلِ رنجور دے وہ نرگسِ مخمور دے

ساقی مئے منصور دے مینا مے بھرپور دے وہ حشر تن کی صور دے وہ چشمِ مستِ حور دے

وہ ساغرِ بلور دے ماہِ شبِ دیجور دے وہ کاسۂ کافور دے جس سے بجھے دلکی جلن

بجنے لگے فرحت کے دف ہر کوہ غم جوں خس اخف ملتے ہیں فرب جا صدف گوہر سے ارزاں ہے خزف

او نور انظار سلف او مہر انوار خلف حک تجھ سے حرف ما عرف موفق کا دل سینا الشرف

منکر کا سینہ ہو ہدف ہاں ہی غم کے طومار و نکو لف مشرک نکو لپٹا سقف ہر سبت کے لب پر ہائے لہف

آئی گھٹا چارو طرف باندھی رندوں نے بھی صف آ ساقی ساغر بکف کر دور مستونکا شغف

ہو درد و رنج و غم تلف دھو سینہ و دل کا کلف دلکی بڑھا دی اور تف لا بادۂ آتش فگن

گلشن ہے پھر جنت فضا بلبل ہے پھر وحدت سرا ہر سرو ہی طوبیٰ نما ہر کوہ ہی موسیٰ ربا

ہر سر میں نورانما ہر دل میں جوش ہل اتیٰ ہے از ثریا تا ثرےٰ نور یقین جلوہ نما

ہی مدح مدثر پروا اسعد وہم ساز راعنا ہی نعت مزمل ادا شد بیز تاز الوریٰ

ہی ہمنگ نعت مصطفےٰ آہنگ مدح مجتبےٰ اسنت کا دروازہ کھلا دیر و حرم کا در ہے وا

یہاں سبحہ و زنار کا توحید سے رشتہ ملا ایک جان دو قالب بنگیا ہر شیخ سے ہر برہمن

جوبن پہ ہی حسن جہاں گلشن پہ ہی دلکش سماں ہی ہر چمن جنت نشان ہی ہر دمن یاقوت کان

ہی ہر سمن کلفت نشان ہی زور پر شوق نہان لیتا ہی دلمیں چٹکیان ہیں باز ابواب جنان

ہیں بادہ جوش پیر و جوان خمیازہ کش تیر و کمان ہو ہر مکین اور لامکان ہے ہر زمین اور آسمان

آیا شہ یوحیٰ مکان ہی صیت حی علی الامان جس پر کرین سب تو جیان اپنے پروں کا سائبان

حاضر ہوں غلمان جنان صف بستہ ہوں سب عرشیان حورین بھی آئیں بیگمان کر چاک دامان کفن

حسنِ ازل دلپر کھلا سرِّ ابد یکسر کھلا رازِ احد ظاہر کھلا اسرار کا محضر کھلا
انوار کا دفتر کھلا ابدارِ خشک و تر کھلا الجارِ بحر و بر کھلا انعام حق کا در کھلا
سرِّ یقین کا سر کھلا مومن ہی ہر کافر کھلا بلبل سے گل ہنسکر کھلا عاشق سے ہر دلبر کھلا
گلشن میں گنجِ زر کھلا گنجینۂ گوہر کھلا آبِ خاک کا جوہر کھلا دروازۂ خاور کھلا
اندازۂ باور کھلا قفلِ درِ داور کھلا مرغِ یقین کا پر کھلا دلپر کھلا سرّ و علن
ہے نعتِ احمدؐ جلوہ گر جھکتے ہیں جو بایک دگر جن و البشر شمس و قمر برگ و شجر نخل و ثمر
ذکرِ سکبر وحی کا گر گوشِ صبا میں ہو گذر سامع بنے ہر گوش کر ہے نطقِ معجز کارگر
جس سے ہوں ناطق سربسر جزر اصم صخرِ حجر توحیدِ حق کا راہبر شرکِ خفی کا پردہ در
عارض سے جسکے جلوہ گر برہان الشق القمر ہی دام کا کُل سربسر شرکِ لمحبتان الصُوَر
نرگس ہے یا برقِ نظر یا آیۂ خطف البصر اک مترہ معجز اثر یا حکم مازاغ البصر فتانِ آشوبِ زمن
قرطاس ہے نورِ نظر خامہ اگلتا ہی گہر تسلیم میں رکھتا ہی سر میں شرک کی جا نمیں شرر
بدعت پہ جلتے ہیں شرر ہیں بدعتی زیر و زبر ہے کسکے مقدم کا اثر گرتا ہی جو کسریٰ کا گھر
دیو لعین غول شر ہیں ڈھونڈھتے اپنا مفر زُنار کی ٹوٹی کمر بت گر پڑے ایک ایک پر
جاتا رہا شرکت کا شر وا ہو گیا وحدت کا در وہ نور جو تھا منتشر تاباں ہوا شام و سحر
آتشکدہ ہیں سربسر ہر گبر کے حق میں سقر واحبذا خیر البشر صلّ علیٰ یثرب وطن

نور ہدیٰ سنت ہوئی اوج عُلا سنت ہوئی موج صفا سنت ہوئی فوج خدا سنت ہوئی
آب بقا سنت ہوئی حق کی لقا سنت ہوئی
مس کو طلا سنت ہوئی بخت آزما سنت ہوئی
بدعت کی جا سنت ہوئی توحید زا سنت ہوئی عرفان نما سنت ہوئی ایمان فزا سنت ہوئی
دل کی ضیا سنت ہوئی ظلمت ربا سنت ہوئی
عرش اعلا سنت ہوئی چرخ ارتقا سنت ہوئی
مہر اجتبا سنت ہوئی بال ہما سنت ہوئی واللہ کیا سنت ہوئی کیوں خوش نہوں اہل سنن

بلبل کے دیکھو چہچہے صلصل کے دیکھو قہقہے سنت کے نقارے بجے وحدت کے دروازے کھلے
بدعات کے محضر پھٹے آفات کے لشکر ہٹے
انعام حق گھر گھر بٹے مومن بڑھے کافر گھٹے
بنگار کے بن کے سر کٹے عشرت کے ہر سو جمگھٹے غم کے مٹے سب کھٹکھٹے زندان حدیثین ڈٹے
پھل مل گئے تسبیح کے ہر سبحہ کے دانے اُگے
ارمان مُوحّد کے ملے سامان مقلد کے مٹے
ایمان کے جوہر کھلے عرفان کے در وا ہوئے اسلام کے جھنڈے گڑے اوندھے ہیں مُنہ وارون دشمن

فصل بہاری ہے عروس ہر کا دُمن ہے تاجِ خروس جنت ہے گل کی پابوس تابان ہیں عرفان کی شموس
بجنے لگے سنت کے کوس توحید کے دل ہیں کئوس زاہد کے ہیں دلبین مسوس معدوم ہے زہد عبوس
موہوم ہے رنج و فسوس ہیں آتش غم میں مجوس ہے غلغلہ تا روم و روس ہے شور تا خوارزم و طوس
جھکنے ہیں سجدہ میں رؤس دیکھو شہ گل کا جلوس ہے ہر جُعل ہم طبع سوس جلتے ہیں بدعت پر فنوس
قطع چمن نگین لبوس ڈالا بدل فرش دروس لالہ بنا ہر سندروس کیوں یاس میں ہو یاسمن

ہے دہوم شیخ وشاب مین اور گنبد دولاب مین شام وعرب سقلاب مین اعجام مین اعراب مین
ہین رنج وغم گرداب مین عکس سمن ہے آب مین یا ہی ضیا مہتاب مین زحمت ہی پیچ وتاب مین
کلفت ہی سدباب مین چونکی زلیخا خواب مین یوسف گرے محراب مین شکرانہ آداب مین
ہے معرفت سلاب مین کیون شک ہی مے کے باب مین کوثر ملے ہر آب مین باقی کہان شراب مین
بت گر پڑے میزاب مین لرزہ ہی ہر مضراب مین ہر رہ ہی اک ہر باب مین خاموش ہی تن تن تنن
گلزار ہر کاشانہ ہی ہر بزم عشرت خانہ ہی ہر شمع اک پروانہ ہے کیا جلوۂ جانانہ ہے
دل جسکا اک پیمانہ ہی جان جسکا اک نذرانہ ہی ہر شیخ و مغ دیوانہ ہی دیوانہ ہر فرزانہ ہے
ہر محتسب ندانہ ہی پیمان شکن پیمانہ ہی آباد ہر ویرانہ ہی زہد اندنون بیگانہ ہے
تسبیح کا جو دانہ ہے کیف دل میخانہ ہے فصل چمن افسانہ ہی رشح قلم دردانہ ہے
گل جہومتا مستانہ ہی بلبل بھی بنیا بانہ ہے باد بہاری شانہ ہی سنبل ہی جعد پر شکن
آیا ہی وہ قدسی نہاد جسپر ہی حق کا اعتماد جسکی صفت ہی نون و صاد جس سے ہی دین کا استناد
محکم ہوے ذات العماد لرزان ہی قصر کیقباد ہنگامۂ مہر و وداد ہے جلوہ آراے مراد
مسدود ہی راہ فساد مفقود ہے کفر و عناد موجود ہی ہر عدل و داد مردود ہی ہر ارتداد
صلصل سے ہی شمشاد شاد ہر گل سے ہی آباد یاد ہی قصر غم پر اوفتاد آتا نہین مجہ سے یاد
ہر سو ہی شور انقیاد ہی دل کو دین سے اتحاد گردن پہ ہر قدسی نژاد محو رخ جد الحسن

ہر گلستان رنگین لباس ہر غنچہ صرف التماس رنگ حیا کا سبکو پاس ہے روح پرور گل کی باس

محکم نمو کا ہی اساس گلشن ہی گردون سے ماس تزئین بہار و مینہ طاس دل سے مٹی اندوہ و یاس

لرزان ہی روح بو فراس خود دست آذر مین ہی فاس ہر شے ہی سرگرم سپاس ہے ساقی کوثر کی آس

ای زاہد زہد التماس ہوتا ہی کیون نا حق شناس ہے امر رب دور از قیاس مت کر تو منع دور کاس

عرفان اگا ہی آس پاس زرع و ثمر ہین بے ہراس فارغ ز دست جور داس ہے سو آذر نارون

آیا ہی سلطان امم ہی جوش زن بحر کرم ہے گردن افلاک خم پھولا ہی گلزار قدم

ثابت ہی امکان کا عدم گلشن ہی با صحن ارم اضداد ہین آپس مین ضم ملتے ہین جذر و مد بہم

جاتا رہا شرکت کا غم ہین متحد دیر و حرم ہی الصمد جائے صنم ہوگا سر قارون دژم

ہر خاک اگلتی ہی درم ہر برگ گل ہی جام جم کیون پیتے پینے کا ہو غم ہی زور پر رحمت کا یم

دی جام ساقی دمبدم کر دور فکر بیش و کم اب کسکو عصیان کا الم ہی لطف حق پر تو فگن

آیا وہ بیمثل و عدیل وہ سایۂ رب جلیل وہ رحمت حق کی دلیل آئینہ حسن جمیل

رنگ گلستان خلیل امت کی بخشش کا کفیل جسکا بنا ذی قال و قیل ادنی سا خادم جبرئیل

آیا وہ کوثر کی سبیل جس سے ہے سرگرم رحیل ہر بدعت و شرک رذیل ہی جس سے ہر منکر ذلیل

غارت کن اصحاب فیل ہر دیدۂ شرک مین نیل اسلام کا نزل عجیل فتاح من فئۃ قلیل

وارد ہی در دہر علیل عرفان حق کا رود نیل فیض احد کا سلسبیل از شرق تا غرب دکن

رشک جنان گلزار ہی خوش عندلیب زار ہی کھوئے ہوئے منقار ہی حسرت کی دلمیں خار ہے

زاہد پہ زہد اک بار ہی تھامے ہوئے دستار ہی توحید دریا بار ہے مومن کا بیڑا پار ہے

خود مُنع کو بت سے عار ہی می جام سی بیزار ہی رہن یقین اقرار ہی دفن زمین انکار ہے

ہر سو طرب گلکار ہی ہر رنج و غم فی النار ہے عیش و طرب طیار ہی دُور آز کا آزار ہے

وا عیش کا بازار ہے صحن چمن تاتار ہی سرسبز ہر کہسار ہے نکھرا چمن پھولا ہی بن

صحن چمن گلگون ہوا حُسنِ سمن افزون ہوا کس گل پہ گل مجنون ہوا جو جامی سی بیرون ہوا

جو نعت مین مضمون ہوا حاسد پہ اک افسون ہوا ہر شعر وہ موزون ہوا جسپر فدا ہر دون ہوا

ہر اہل دل مفتون ہوا ہر میکدہ پر خون ہوا ہر بُتکدہ مدفون ہوا عشرت سے پر گردون ہوا

جو قطرہ تھا جیحون ہوا جو ذرہ تھا سیحون ہوا سیراب دل محزون ہوا شاداب دل ہامون ہوا

فضل حق بیچون ہوا لطف خدا مقرون ہوا کل کن مکان ممنون ہوا آیا حبیب ذو المنن

وہ نعت اب مرقوم ہو ہر سمت جسکی دھوم ہو وہ سخن منظوم ہو جسمین کہر مکتوم ہو

عرفان حق مفہوم ہو تحسین کا غل تا روم ہو ہر پست فطرت شوم ہو ہر مدعی مذموم ہو

ایک ایک حاسد بوم ہو دور اونکا سب مزعوم ہو جانِ عدو مغموم ہو اس فیض سے محروم ہو

دشمن کا ظن موہوم ہو ایک ایک شک معدوم ہو فیض ابد مقسوم ہو طرز سخن معلوم ہو

ہر سنگ دل چون موم ہو منکر ہر اک مجذوم ہو مرتد سے وہ موسوم ہو مٹ جائیں سب اہل فتن

وہ بو منی آئی نسیم ہی جسمین جنت کی شمیم ہین بند ابواب جحیم ہین کندا بیاب رحیم

حرف غلط ہی خوف و بیم پھیرتا ہی خوش خوش ہر اثیم نازان شفا پر ہر سقیم دل ہے حرم عرفان حریم

آتا ہے با ناز و نعیم وہ حوض کوثر کا قسیم وہ صاحب خلق عظیم وہ بحر زخار کریم

وہ گلشن حسن قدیم وہ عبرت دُرِّ یتیم وہ مخزن رازِ کلیم وہ رحم مخصوص رحیم

وہ لوح وحدت کا فہیم مہ کو کیا جسنے دو نیم جسکی صفت ہی حا و میم مدّاح جسکا ہر دہن

ہی مدحت محبوب رب سب مانگیا ریح و نخب حاضر ملک ہون باادب سبوح گویان سب کے سب

ہی مدحت طور طرب جس سے ہے ظلمت محتجب جو ہی ازل سے منتخب جو نور سے ہی منتسب

ہے مدحتِ قدسی رکب ایمان عبا عرفان قصب درجسکا عصیان کا مطب ناسفر جسکا غضب

ہی مدحت امی لقب ہی مدحت عالی نسب ہی مدحت والا حسب ہے مدحت ایمان سبب

ہے مدحتِ ایقان طلب ہی مدحت انعام رب ہی مدحت شاہ عرب مہر عجم ماہ زمین

اسکا جسنے تو ڑی نام ہی ... لب سے تشنہ کام دی ساقیا مجھکو بھر کی جام جس سے معطر ہو مشام

دی آفتاب اور ماہ تام وہ مے نہ دے جو ہی حرام جسمین ہی قاضی کو کلام جسکو نجس سمجھین عوام

وہ مے کہ جو روز قیام کوثر سے دی خیر الانام وہ سارے نبیوں کا امام وہ شافع ہر خاص و عام

وہ دافع شرک و ظلام قرب اسکا دی گر اون کا عام یہ جسم تعلیمی نظام بے بعد ہو قایم مدام

قوسین ہی جسکا مقام ہی جسکی کن مین دہر صد ہا مخود جسپہ حق بھیجے سلام دین خدا جسکا چلن

آیا وہ معجز آفرین وہ مظہرِ اسلام و دین کونین کا مسند نشین دارین کا مہرِ مبین

وہ صفۂ عرشِ برین وہ قبۂ کاخِ یقین امید ہر اندوہگین وہ غم ربائے ہر غمین

وہ راحتِ جانِ حزین مصباح نورِ ہر جبین رنگِ بہارِ باغ عین قند تمام شیر و انگبین

آیا ہے وہ ماہ زمین آیا ہے وہ شاہِ گزین جوہر نمائے ماء و طین ختم رسالت کا نگین

وہ شرع کا حصن حصین اسلام کا برجِ متین وہ گوہرِ درجِ ثمین دین خدا کا موتمن

تھا چرخ زن چرخ برین پرتو فگن ماہ مبین پیراستہ تھا برین آراستہ اک اک حسین

غلمان تھے سب فرشِ زمین شہ کے قدم لیں تا کہیں تا ہوں فدائے شاہ دین رہِ خاک پر جبین

حاصل ہوا نور یقین روشن زمان تھا تا زمین شادان کہیں تھا تا کہیں ہو کر ادب سے ہمقرین

جب آئے جبرئیل امین از حکم رب العالمین باصد شکوہ زیب زین بولے کہ ختم المرسلین

حاضر ہے یہ پردار ہیں یوں بیٹھے بالائے زین ہو جیسے خاتم میں نگین پھر وہ براق برق فشن

پیک نظر ہو کر چلا ہمپایۂ صرصر چلا فرفر نمط فر فر چلا خوشتر سے بھی خوشتر چلا

وہ نور کا پیکر چلا وہ حسن کا زیور چلا رفعت کا وہ محضر چلا دل لے کے یا دلبر چلا

وہ پشت گردون پر چلا زینت پہ یا گوہر چلا اعجاز معجز گر چلا یا موجزن کوثر چلا

جب شاہ کو لیکر چلا با جملہ کر و فر چلا چون مہر از خاور چلا چون گنبد بے در چلا

چون قلزم اخضر چلا مثل مہ انور چلا چون سکۂ داور چلا وہ دشتِ اقصیٰ کا ہرن

جاتا تھا چون سروِچان چلتا تھا چون نورِ عیان تابندہ چون صبحِ دمان تازندہ چون برقِ طپان

نازندہ مثلِ دلبران حاضر نظر آیا جہان گویا کہ غائب تھا وہان چون گردشِ چرخ و زمان

چون دورِ امکان جہان بےشُش جہت تھا وہ جہان گذرا زحدِ آسمان مثلِ دعاءِ عارفان

تھے راست و چپ عرشیان اور پیش و پس تھے فرشیان اور تھی جلو مین خاصگان تھے اسطرف سے ہو روان

اور اوسطرف عیسےٰ دوان پھر آپ تھے اور لامکان وہان نام امکان تھا کہان نے ظرفِ من نے ظرفِ عن

شاباش اے کلکِ رسا کیا نعت ہے صلِ علیٰ کیا مدح ہے اے حبذا کیا رنگ ہے اے واہ وا

کیا ڈہنگ ہے اے مرحبا خود فکر ندرت آشنا محوِ تماشا بنگیا ہر شعر پر دل ہے فدا

ہر بند ہے توحید زا ہر سطر ہے دل کی ضیا پایا موجزن آبِ بقا اے ناصرِ معجز نما

ہے فیضِ نعتِ مصطفےٰ خامہ سے جو دریا بہا ایک ایک شعرِ بےبہا کانِ جواہر بنگیا

روحِ شہیدِ بےنوا بولی لحد مین برملا وہ نظم شوکت نے لکھا نازان ہے جسپر خودسخن

تمام شد

تنبیہ

موج کوثر کا حق تصنیف جناب مولٰنا مولوی حمید اللہ صاحب مہتمم مدرسہ مطلع العلوم

میرٹھ کے نام ہبہ کر دیا گیا ہے کوئی صاحب بدون اجازت مولٰنا ممدوح قصد طبع

نہ فرمائیں اور قانونی دار و گیر سے بچیں۔

العبد

ناصر الاسلام محمد شفیع۔ ناصر

اخبار شحنۂ ہند میرٹھ

ایشیائی نظم و نثر کا استاد۔ دیسی انشا پردازی کا رفارمر۔ ملکی اور اخلاقی

معاملات کا جرنل۔ فصیح و بلیغ مضمون نگاری کا دریا۔ توحید و سنت کا شائع

کرنے والا شرک و بدعت کا مٹانیوالا قیمت عام عہ سالانہ معہ محصولڈاک۔

العبد

احمد حسن شوکت اڈیٹر و مالک شحنۂ ہند میرٹھ